بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث

جلد ۶ | بابت ماہ جون ۱۹۳۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲

مناسبات

نسیم سحری کے سرد جھونکے، اور باد صبا کے نرم تھپیڑے، صبح کا سہانا وقت اور اس کی کیک رفتار ٹھنڈی ہوائیں خواہ اپنے اندر کتنی ہی دلفریبی و دل آویزی، فرخندگی و شادمانی کے سامان رکھتی ہوں لیکن ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کی صبح، نہ صرف لاہور اور پنجاب، یوپی اور سی پی، بنگال اور بہار ہی کیلئے بلکہ کل معمورۂ ارض کیلئے ایک نہایت غمناک صبح تھی۔ جبکہ اذان سحری کے ساتھ مرغان سحر نے یہ دردانگیز آواز بھی کانوں تک پہنچائی ؎

محمل میں چھپا ہے قیسِ حزیں دیوانہ کوئی صحرا میں نہیں + پیغام جنوں جولایا تھا، اقبال وہ اب دنیا میں نہیں

ہندوستان کی قسمت کو کن کن پہلوؤں سے رویا جائے کہ ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

قوت و سطوت، حکومت و سلطنت تو مدت ہوئی کہ کھو چکے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ علم و ہنر، دولت و ثروت، عقل و خرد، حتیٰ کہ تہذیب و اخلاق بھی ہم سے چھن گئے۔ دنیا کی سوسائٹی میں ہماری کوئی وقعت نہیں۔ کسی علمی سٹیج تک ہماری رسائی نہیں اس غلامانہ ماحول اور مجبورانہ فضا میں قدرت نے پنجاب کے مشہور شہر سیالکوٹ میں ۱۸۷۶ء میں ایک جوہر تابندہ پیدا کیا جو بعد میں ہندوستان کا بلند "اقبال" ستارہ ثابت ہوا۔ جس کی فلسفیانہ دقیقہ سنجیوں، اور علمی موشگافیوں کا لوہا یورپ نے بھی مان لیا۔ جس کی حریت پرور شاعری اور حیات بخش بلند خیالی نے اٹلی کے مستبد ڈکٹیٹر کی زبانی اس حقیقت کو واشگاف کیا، کہ اقبال کی قدر ہندوستان کے غلام کیا جانیں؟

لیکن آہ! ہندوستان کا یہ مفکر اعظم، اسلام کا مایۂ ناز فرزند، میدان شاعریت کا بے مثل شہسوار۔ دریائے حریت کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث

جلد ۶ | بابت ماہ جون ۱۹۳۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲

مناسبات

نسیم سحری کے سرد جھونکے، اور باد صبا کے نرم تھپیڑے، صبح کا سہانا وقت اور اس کی کبک رفتار ٹھنڈی ہوائیں خواہ اپنے اندر کتنی ہی دلفریبی و دل آویزی، فرخندگی و شادمانی کے سامان رکھتی ہوں لیکن ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کی صبح، نہ صرف لاہور اور پنجاب یوپی اور سی پی، بنگال اور بہار ہی کیلئے بلکہ کل معمورۂ ارض کیلئے ایک نہایت غمناک صبح تھی۔ جبکہ اذان سحری کے ساتھ مرغان سحر نے یہ دردانگیز آواز بھی کانوں تک پہنچائی ؎

محمل میں چھپا ہے قیسِ حزیں دیوانہ کوئی صحرا میں نہیں + پیغام جنوں جولایا تھا، اقبال وہ اب دنیا میں نہیں

ہندوستان کی قسمت کو کن کن پہلوؤں سے رویا جائے کہ ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

قوت و سطوت، حکومت و سلطنت تو مدت ہوئی کہ کھو چکے۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ علم و ہنر، دولت و ثروت، عقل و خرد، حتیٰ کہ تہذیب و اخلاق بھی ہم سے چھن گئے۔ دنیا کی سوسائٹی میں ہماری کوئی وقعت نہیں۔ کسی علمی سٹیج تک ہماری رسائی نہیں اس غلامانہ ماحول اور مجبورانہ فضا میں قدرت نے پنجاب کے مشہور شہر سیالکوٹ میں ۱۸۷۶ء میں ایک جوہر تابندہ پیدا کیا جو بعد میں ہندوستان کا بلند "اقبال" ستارہ ثابت ہوا۔ جس کی فلسفیانہ دقیقہ سنجیوں، اور علمی موشگافیوں کا لوہا یورپ نے بھی مان لیا۔ جس کی حریت پرور شاعری اور حیات بخش بلند خیالی نے اٹلی کے مستبد ڈکٹیٹر کی زبانی اس حقیقت کو واشگاف کیا، کہ اقبال کی قدر ہندوستان کے غلام کیا جانیں؟

لیکن آہ! ہندوستان کا یہ مفکر اعظم، اسلام کا مایۂ ناز فرزند، میدان شاعریت کا بے مثل شہسوار۔ دریائے حریت کا